صدسالہ فتنۂ قادیانیت کے بارے میں مشاہیرِ ملت، علمارِ کرام، مشائخ عظام، قائدینِ قوم، اربابِ اقتدار، پارلیمنٹیرین حضرات، جسٹس صاحبان، شعرائے کرام، معروف سیاستدانوں، نامور صحافیوں، قابلِ قدر دانشوروں، مزدور رہنماؤں، مشہور ادیبوں، قائدین طلبہ، معتبر وکلا، نمائندہ غیر مسلم شخصیات، سابق قادیانیوں اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے سرکردہ افراد کے فکر انگیز، مبنی برحقائق، ایمان افروز اور ولولہ انگیز مشاہدات و تاثرات اور حیرت انگیز و ہوشربا انکشافات پر مبنی مستند تاریخی و تحقیقی دستاویز جو پوری ملت اسلامیہ کی آواز ہے۔

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

صد سالہ فتنۂ قادیانیت کے بارے میں مشاہیرِ ملت، علمائے کرام، مشائخ عظام، قائدینِ قوم، اربابِ اقتدار، پارلیمنٹیرین حضرات، جسٹس صاحبان، شعرائے کرام، معروف سیاستدانوں، نامور صحافیوں، قابلِ قدر دانشوروں، مزدور رہنماؤں، مشہور ادیبوں، قائدین طلبہ، معتبر وکلاء، نمائندہ غیر مسلم شخصیات، سابق قادیانیوں اور دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے سرکردہ افراد کے فکر انگیز، مبنی برحقائق، ایمان افروز اور ولولہ انگیز مشاہدات و تأثرات اور حیرت انگیز و ہوش رُبا انکشافات پر مبنی مستند تاریخی و تحقیقی دستاویز جو پوری ملتِ اسلامیہ کی آواز ہے۔

ترتیب و تحقیق
محمد متین خالد

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ○ مُلتان

المبارک سینٹر
کورٹ روڈ [illegible] آباد

نام کتاب --- قادیانیت ہماری نظر میں
نام مصنف --- محمد متین خالد
تعداد --- ایک ہزار
کمپوزنگ --- گرافو ورڈ کمپوزنگ، لاہور
ڈیزائننگ --- عنایت اللہ رشیدی
قیمت --- 200 روپے
اشاعت اول --- اپریل ۱۹۹۳ء
ناشر --- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان

ملنے کا پتہ

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ، ملتان ۔ فون : ۴۰۹۷۸
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔ فون : ۲۳۲۹
- مکتبہ سید احمد شہیدؒ ۴۹ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ فون : ۲۲۸۱۹۶

ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا ہر مدعی کاذب ہے اور ایسا دعویٰ کرنے والے کو صاحب شریعت اور مجدد ماننے والے گمراہ اور غیر مسلم ہیں۔" (جسارت ۲۰ دسمبر ۱۹۸۳ء)

" اسلام آباد' ۲۲ اگست (پ پ الف) صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے آج دو روزہ علماء کنونشن کے شرکاء کو یقین دلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم' صحابہ کرام رضی اللہ علیہ عنہم اور دیگر بزرگان دین سے متعلق توہین آمیز تحریریں اور تقریریں کرنے والوں کو سخت سزائیں دی جائیں گی۔ کنونشن میں پیش کردہ اس تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ اس مقصد کے لئے قانون نافذ کیا جائے۔ صدر نے کہا اس سلسلے میں ضروری قانون بنایا جائے گا۔ ساتھ ہی قادیانی اقلیت کے لٹریچر پر بھی کڑی نظر رکھی جائے گی' اور انہیں کسی طرح کا اسلام دشمن مواد شائع کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔" (روز نامہ نوائے وقت ۲۳ اگست ۱۹۸۰ء)

" میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزماں سمجھتا ہوں اور ان تمام لوگوں کو جو ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتے یا خود کو نبی تصور کرتے ہیں' دائرہ اسلام سے خارج اور کافروں سے بھی بدتر سمجھتا ہوں۔ یہاں بعض ایسے لوگ موجود ہیں جو میرے والد محمد اکبر علی مرحوم کو جانتے ہیں' ان کی ساری عمر سرکاری ملازمت کے ساتھ قادیانیوں کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے گزری۔ وہ قادیانیت کو انگریز کا کھڑا کیا ہوا فتنہ سمجھتے تھے۔ میں ان کا بیٹا ہوں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں قادیانی ہو جاؤں یا ان کی حمایت کروں' میں گنہگار ضرور ہوں لیکن ختم نبوت کے عقیدے پر پختہ یقین رکھنے والا مسلمان ہوں۔" (روز نامہ جنگ لاہور ۱۸ نومبر ۱۹۸۳ء)

ذوالفقار علی بھٹو سابق وزیر اعظم

" پاکستان ایک اسلامی ملک ہے۔ یہاں اسلامی قوانین رائج ہونگے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبیؐ ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ پاکستان کا نظام اسلامی شریعت کے مطابق چلایا جائے گا۔" (روز نامہ امروز ۱۱ جولائی ۱۹۷۴ء)

" واقعہ ربوہ سنگین قومی مسئلہ ہے' یہ واقعہ ملک کی سالمیت سے تعلق رکھتا ہے اور در

پردہ مقاصد کے کسی منصوبے کا حصہ نظر آتا ہے۔" (روزنامہ جسارت کراچی ۵ جون ۱۹۷۴ء)

" دستور میں مسلمان کی تعریف متعین ہوئی ہے اور اس میں عقیدہ ختم نبوت بھی شامل ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے مسئلہ ختم نبوت حل ہو گیا ہے۔" (روزنامہ جسارت کراچی۔ ۶ جون ۱۹۷۴ء)

" میرا ایمان اسلام پر ہے' میں مسلمان ہوں' مسلمان کا بیٹا ہوں اور مسلمان ہی مروں گا۔ مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہے۔ میں کلمہ طیبہ پر پیدا ہوا ہوں اور کلمہ طیبہ پر ہی مروں گا' فیصلہ ہو چکا ہے اور فیصلہ یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جو ختم نبوت کا قائل ہے اور جو ختم نبوت کا قائل نہیں وہ مسلمان نہیں' مجھے انتخاب میں ہر فرقہ کے لوگوں نے ووٹ دیئے' میں کسی کا محتاج نہیں۔" (روزنامہ جسارت کراچی' ۱۵ جون ۱۹۷۴ء)

" ختم نبوت پر میرا محکم ایمان ہے۔ میں اس پر زندہ رہوں گا۔ اور اسی پر مروں گا' اور جو شخص حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا۔ وہ میرے نزدیک کافر ہے۔" (ماہنامہ ضیائے حرم جولائی ۱۹۷۴ء)

" قادیانی اتنے خطرناک ہیں۔ اس کا احساس مجھے ان دو دنوں میں ہوا ہے۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ قادیانی مذہب کے لوگ اس قدر خوفناک ارادے رکھتے ہیں۔" (مقالہ مولانا تاج محمود" علوم اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی ۱۹۹۱ء از محمد ندیم)

" جو شخص ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ میں مسلمان ہوں مجھے مسلمان ہونے پر فخر ہے۔ کلمہ کے ساتھ پیدا ہوا ہوں اور کلمہ کے ساتھ مروں گا۔ ختم نبوت پر میرا کامل ایمان ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں نے ملک کو جو دستور دیا ہے اس میں ختم نبوت کی اتنی ٹھوس ضمانت نہ دی گئی ہوتی .... ۱۹۵۶ء' ۱۹۶۲ء کے آئین میں کوئی ایسی ضمانت نہ دی

گئی تھی حالانکہ یہ مسئلہ نوے سالہ پرانا ہے۔ یہ شرف مجھے حاصل ہوا ہے اور ہم نے اپنے دستور میں صدر مملکت اور وزیر اعظم کیلئے ختم نبوت پر ایمان کو لازمی شرط قرار دیا ہے ہم نے یہ ضمانت اس لئے دی کہ ہمارے ایمان کی رو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے آخری رسول ہیں۔ انشاء اللہ عوام کے تعاون سے قادیانیوں کا مسئلہ بھی مستقل طور پر حل کر دوں گا اور اس بارے میں جو فیصلہ ہو گا وہ منصفانہ ہو گا یہ اعزاز بھی مجھے ہی حاصل ہو گا اور یوم حساب' خدا کے سامنے اس کام کے لئے میں سرخرو ہوں گا۔" (۳ جون ۱۹۷۴ء قوم سے خطاب۔ لولاک ۲۶ ستمبر ۱۹۷۵ء)

"قادیانی مسئلہ کے حل ہونے سے پاکستان کو سیاسی استحکام حاصل ہو گیا ہے۔" (الحق نومبر ۱۹۷۴ء)

"ہم نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا ہے۔ جب کہ سابقہ حکومتوں نے عوام کی تحریکوں کو کچل کر مرزائیوں کو اعلیٰ عہدے دیئے۔ ہمارے بعض سیاست دان' علماء اس حکومت کی حمایت میں تھے' جس نے اپنی کابینہ میں ظفر اللہ خان قادیانی کو وزیر خارجہ رکھا ہوا تھا۔ کسی نے مطالبہ نہ کیا تھا کہ وہ مرتد کے ساتھ بیٹھیں گے یا نہیں بیٹھیں گے' کیا وہاں سب شریعت کے مطابق تھا۔" (درد و الم ذوالفقار علی بھٹو اور قادیانی از احمد طاہر)

" قادیانیوں کے بارے میں آج جو فیصلہ کیا گیا ہے وہ متفقہ اور پوری قوم کا فیصلہ ہے یہ فیصلہ اسمبلی کے تمام حلقوں کے صلاح و مشورہ سے کیا گیا ہے۔ اس طرح اس فیصلے کو قومی فیصلہ کہا جا سکتا ہے۔ یہ پاکستانی عوام کا فیصلہ ہے۔ یہ پاکستان کے مسلمانوں کی خواہشات کا آئینہ دار ہے' یہ مسئلہ کئی بار پیدا ہوا۔ ماضی میں حکومتوں نے یہی سمجھا کہ انہوں نے مسئلہ حل کر دیا ہے لیکن اس مسئلے کو کس طرح حل کیا گیا۔ اس کی میں صرف ایک مثال دینا چاہتا ہوں جو ۱۹۵۳ء کی ہے' ۱۹۵۳ء میں اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ظالمانہ طاقت استعمال کی گئی۔ لیکن دراصل یہ مسئلہ حل کرنے کے لئے نہیں بلکہ دبانے کے لئے استعمال کی گئی تھی۔ کیا مسئلہ دبانے سے مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ لیکن ماضی کے برعکس آج میری حکومت نے اس مسئلہ کو صحیح معنوں میں حل